



ارشاد باری تعالیٰ

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا
وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ
الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَلًا فَخُورًا

(النساء: 37)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ
ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے
بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں
سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی
اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ
مالک ہوئے یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے
والا ہو۔



فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے
ہیں:-

”بعض دفعہ گھروں میں میاں بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر
تلخ کلامی ہو جاتی ہے، تلخی ہو جاتی ہے۔ مرد کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ
مضبوط اور طاقتور بنایا ہے اگر مرد خاموش ہو جائے تو شاید اسی
فیصد سے زائد جھگڑے وہیں ختم ہو جائیں۔ صرف ذہن میں یہ
رکھنے کی بات ہے کہ میں نے حسن سلوک کرنا ہے اور صبر سے کام
لینا ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس بارہ میں ہمیں
کیا اسوہ دکھایا۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت عائشہؓ گھر میں
آنحضرت ﷺ سے کچھ تیز تیز بول رہی تھیں کہ اوپر سے ان
کے ابا، حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے۔ یہ حالت دیکھ کر ان سے
رہانہ گیا اور اپنی بیٹی کو مارنے کے لئے آگے بڑھے کہ تو خدا کے
رسول کے آگے اس طرح بولتی ہو۔ آنحضرتؐ یہ دیکھتے ہی باپ
اور بیٹی کے درمیان حائل ہو گئے اور حضرت ابو بکرؓ کی متوقع سزا
سے حضرت عائشہؓ کو بچا لیا۔ جب حضرت ابو بکرؓ چلے گئے تو رسول
کریمؐ نے حضرت عائشہؓ سے اذراہ مذاق فرمایا۔ دیکھا آج ہم نے
تمہیں تمہارے ابا سے کیسے بچایا؟۔ تو دیکھیں یہ کیسا اعلیٰ نمونہ
ہے کہ نہ صرف خاموش رہ کر جھگڑے کو ختم کرنے کی کوشش کی بلکہ
حضرت ابو بکرؓ جو حضرت عائشہؓ کے والد تھے ان کو بھی یہی کہا کہ
عائشہؓ کو کچھ نہیں کہنا۔ اور پھر فوراً حضرت عائشہؓ سے مذاق کر کے
وقت بوجھل پن کو بھی دور فرما دیا۔“

(خطبہ جمعہ 23 جنوری 2004ء)

اس شمارہ میں

● دربارِ خلافت

● تم ہو رہے تو پھر مجھے کیا غم (منظوم)

● خطبہ جمعہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

● احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا کا تعارف



Online Edition

شمارہ: 198 | جلد: 2

جمعة المبارک 21 اگست 2020ء | 02 محرم الحرام 1442 ہجری قمری



فرمان رسول ﷺ

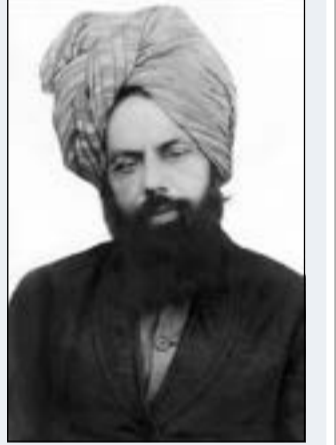
آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے بہت ناز اٹھاتے تھے۔ ایک دفعہ ان سے فرمانے لگے کہ عائشہؓ میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو خوب
پہچانتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ کیسے؟ فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو اپنی گفتگو میں رب محمدؐ کہہ کر قسم کھاتی ہو اور جب ناراض
ہوتی ہو تو رب ابراہیمؑ کہہ کر بات کرتی ہو۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہاں یا رسول اللہ یہ تو ٹھیک ہے مگر بس میں صرف زبان سے ہی آپ کا
نام چھوڑتی ہوں (دل سے تو آپ کی محبت نہیں جاسکتی)۔

(بخاری کتاب النکاح باب غیرۃ النساء ووجہن)



حضرت سلطان القلم کے رشحات قلم

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:
”فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی
برداشت کرنی چاہئیں اور فرمایا، “ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم
ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا
ہے اور درحقیقت یہ ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ ہے کہ ہم
عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔“



ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا اور شکایت ہوئی کہ وہ
اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضور اس بات سے بہت کبیدہ خاطر ہوئے، بہت رنجیدہ
ہوئے، بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: ”ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے۔“ حضور بہت
دیر تک معاشرت نسواں کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے اور پھر آخر پر فرمایا:

”میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا
تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت
کلمہ منہ سے نہیں نکلا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع
و خضوع سے نقلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پہنانی معصیت الہی
کا نتیجہ ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۳۰۷ء الحکم ۱۷۱ جنوری ۱۹۰۰ء)

تم ہو رہے تو پھر مجھے کیا غم

تجھ سے کچھ اس طرح ہوں وابستہ
روح جیسے بدن میں پیوستہ
دام پھیلا رکھے ہیں کیوں اتنے
طائر دل تو آپ ہے پھنستا
پیار کی اک نظر مری قیمت
دیکھ! میں کس قدر ہوا سستا
زیست کی ڈور ٹوٹ بھی جائے
عشق سے پر نہ ہوں گے وارستہ
مقتل حسن کو چلا ہوں میں
جاں بکف، مستعد، کمر بستہ
میں نے حق بات کی سر محفل
بر محل، بے دریغ، برجستہ
میں دورا ہے سے تو گزر آیا
اب ہے درپیش مجھ کو چورستہ
تم ہو رہے تو پھر مجھے کیا غم
کتنا مشکل ہے عشق کا رستہ!
اس کو سودائے دشتِ دامن ہے
اشک دل کے نگر نہیں بستہ
ہے نشاطِ غم وفا بھی عجیب
دل کبھی روتا ہے، کبھی ہنستا
چشمِ گلہاز زخم زخم ہوئی
جب سجا اشک اشک گلدستہ
کتنی راتوں کو پائمال کیا
تب کھلا رازِ عشق سر بستہ

(میر انجم پرویز)

(جون 1999ء - ربوہ)



دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

ہجرت کرنے والے احمدیوں کی ذمہ داریاں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔“ فرماتے ہیں ”یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے۔ کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا۔ بلکہ وہ ایک مخلوق ہے۔ اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قوی اس کو عنایت کئے“ (یعنی باقیوں کی نسبت انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، بہترین قوی عنایت کئے) ”اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے خواہ کوئی انسان اس مدعا کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 414)

پس جب انسان اس مدعا کو سامنے رکھتا ہے تو وہ حقیقی مومن بنتا ہے اور دنیا کی حسنت کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بناتا ہے۔ پس انسان کی ذہنی صلاحیتیں، انسان کی جسمانی قوتیں، انسان کے بہتر مالی حالات موجودہ زمانے کی ایجادات سے یا اور ان سب باتوں سے انسان کو کبھی غافل نہ کریں۔ نہ صحت، نہ مال، نہ ذہنی صلاحیتیں، نہ جو ہمارے ارد گرد دنیاوی چمک دمک ہے اس بات سے ہمیں غافل کریں کہ ہم اپنے مقصد پیدائش کو بھول جائیں۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ احمدیوں کی اکثریت ان ملکوں میں دین کی وجہ سے آئی ہے، مذہبی پابندیوں کی وجہ سے آئی ہے جو ان کو اپنے ملک میں تھیں۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ احمدی اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایک لمبے اندھیرے زمانے کے بعد پھر اسلام کا روشن سورج مسیح موعود کے زمانے میں طلوع ہونا تھا جس نے مسلمانوں کے دلوں کو بھی اندھیروں سے روشنی کی طرف حقیقی تعلیم اور بدعات سے پاک تعلیم بتا کر لانا تھا اور غیر مسلموں کو بھی اسلام کی حقیقی خوبصورت تعلیم بتانی تھی۔

ان ملکوں میں آ کر اب ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس اہم فریضہ کو پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کرے۔ ہر جگہ جہاں احمدی ہیں اپنے ماحول کو بتائیں کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔ ہر احمدی کا عمل، اس کے اخلاق، اس کی عبادت کے معیار ایسے ہوں کہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والے ہوں۔ یہ جہاں احمدیوں کو دوسروں سے ممتاز کریں گے وہاں یہاں کے مقامی لوگوں میں تبلیغ کے راستے کھولنے میں بھی مددگار ہوں گے۔ پس اس بات کو ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ ہر احمدی کا ایک بہت بڑا مقصد ہے کہ پہلے اس نے خود اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنا ہے اور پھر دوسروں کو اس مقصد پیدائش کو سمجھنے کی طرف توجہ دلانی ہے۔ دنیا کو اس حقیقت سے آشنا کروانا ہے کہ دنیا کی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے ہیں۔ اس لئے اس میں اعتدال اختیار کرو ورنہ اعتدال سے نکلنے کی وجہ سے تم تباہی کی طرف بڑھ رہے ہو۔ آج سے چار پانچ سال پہلے دنیا کا اس طرح تباہی کی طرف بڑھنے کا تصور نہیں تھا یا دنیا اس کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھی لیکن آج حالات بالکل مختلف ہیں اور جس تباہی کی طرف دنیا بڑھ رہی ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ مغربی دنیا کی ترقی انہیں بچالے گی اور اگر نقصان ہوا بھی تو ایسا کہ ہم پورا کر لیں گے۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے جو ایسا سوچتے ہیں۔ جب جنگوں کی تباہی آئے گی یا آتی ہے تو پھر بیشک معاشی لحاظ سے زیادہ مستحکم حکومتیں بھی ہوں تو وہ ملک ان جنگوں کے بعد پھر اپنے آپ کو سنبھالنے کی پہلی کوشش کرتے ہیں اور اب بھی کریں گے۔ یورپ کے بعض ممالک جو کم مستحکم ہیں یہ تو پھر اور بھی زیادہ برے حالات میں جاسکتے ہیں۔ پس جہاں جہاں احمدی ہیں وہ عملی کوشش اور سب سے بڑھ کر دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی طرف توجہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو دنیا کو تباہی سے بچا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ان باتوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں۔ اس کے حضور جھک کر ہی اسے راضی کیا جاسکتا ہے۔ ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا بھی اسے دنیا و آخرت کی حسنت کا مالک نہیں بنا سکتا، نہ ہی آگ کے عذاب سے بچا سکتا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا زیادہ ذمہ داری ڈالتا ہے کہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالا جائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 20 جنوری 2017ء بمطابق 20 ص 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن

وضو کرنا اور مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ گناہوں سے دُوریاں پیدا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اتنا ہی نہیں یہ ایک قسم کا رباط ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ حدیث 475)۔ یعنی سرحد پر چھاؤنیاں قائم کرنے کے برابر ہے۔ جس طرح ملک اپنی حفاظت کے لئے سرحدوں پر چھاؤنیاں بناتے ہیں، فوجیں رکھتے ہیں یہ اسی طرح ہے۔

سرحدوں پر چھاؤنیاں کیوں قائم کی جاتی ہیں؟ جیسا کہ میں نے کہا اپنے ملک کی حفاظت کے لئے۔ اس لئے تاکہ دشمن کے حملے سے محفوظ رہا جائے اور حملے کی صورت میں فوراً مقابلے کے لئے تیار ہوا جاسکے۔ پس ایک مومن کو سب سے بڑا خطرہ جس سے بچنے کے لئے اس کو ضرورت ہے، جس کے بچنے کے لئے چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ خطرہ شیطان کا ہے۔ دنیاوی خواہشات کا خطرہ ہے جو شیطان دل میں پیدا کرتا ہے۔ ان کے ذریعہ سے شیطان حملہ کرتا ہے۔ پس ان سے بچنے کے لئے نماز باجماعت کی چھاؤنی ہے۔ یہی محافظوں کا دستہ ہے جو شیطان کے حملوں سے بچائے گا۔ گناہوں سے انسان بچے گا اور نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

اسی طرح نماز باجماعت میں اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت 27 گنا زیادہ ثواب ہے۔ اس کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل صلاة الجماعۃ... حدیث 645) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باجماعت نماز کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے“ (یعنی نماز باجماعت میں جو زیادہ ثواب رکھا ہے) ”اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں۔“ (یعنی پاؤں بھی جب سیدھے صف میں کھڑے ہوں تو برابر ہوں۔ اس کے لئے ایڑھیاں برابر کی جاتی ہیں۔) ”اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں۔“ (صف بندی ہوگی تو ایک انسان کی طرح بن جائیں گی۔ یعنی اس میں طاقت پیدا ہوگی۔ ”اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔“ فرمایا ”وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔“ (یعنی امیر بھی، غریب بھی سب ایک صف میں کھڑے ہوں گے۔ بعض لوگوں کے دماغوں میں خودی ہوتی ہے یا خود غرضی ہوتی ہے اس کو باجماعت نماز ختم کرتی ہے۔) فرمایا کہ ”یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 247-248۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) (کسی میں نیکی کا زیادہ اثر ہے۔ نیکیوں کے اچھے اونچے مقام پر ہے تو دوسرا بھی اس اثر کو قبول کرے گا)

پس نیکیوں کے اثر کو قبول کرنے کے لئے باجماعت نماز بھی فائدہ دیتی ہے۔ پس نماز باجماعت سے جہاں ایک وحدت کا اظہار ہے جو اللہ تعالیٰ اُمت میں پیدا کرنا چاہتا ہے وہاں ایک دوسرے کی نیکیوں کا بھی اثر ہوتا ہے۔ جب ایک ہی صف میں زیادہ نیکیاں بجالانے والے اور روحانی لحاظ سے بڑھے ہوئے اور اسی طرح کمزور لوگ جو ہیں وہ بھی کھڑے ہوں گے تو کمزوروں پر نیکیوں کا اثر پڑے گا اور ان میں بھی نیکیوں میں بڑھنے اور ترقی کرنے اور روحانیت کے بڑھانے کی قوت بڑھے گی اور جب یہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور جب روحانیت بڑھتی ہے تو پھر شیطانی طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا جنہوں نے ہمیں عبادتوں اور نمازوں کا صحیح ادراک پیدا کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی۔ پس اگر ہم ایک طرف تو یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے اپنی روحانی حالت کی بہتری اور وحدت کے قیام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور مسیح موعود اور مہدی معبود کو مان لیا ہے اور دوسری طرف ہمارے عملوں اور خاص طور پر بنیادی اسلامی حکم کے بجالانے میں کمزوری ہو۔ جو بنیادی فرض ہے اس میں کمزوری ہو۔ اس چیز میں کمزوری ہو جو ہماری پیدائش کا مقصد ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو کم از کم معیار مقرر فرمایا ہے اس چیز میں کمزوری ہو تو ہم کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم نے اپنی روحانی حالت کی ترقی اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ - إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ -
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ -
ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں پر نماز فرض ہے۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ نماز کی اہمیت مختلف حوالوں سے بیان کر کے اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے۔ (ماخوذ از سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء حدیث 3371)
بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة حدیث 149)
پھر آپ نے نماز کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر تو یہ حساب ٹھیک رہا تو کامیاب ہو گیا اور نجات پالی ورنہ گھاٹا پایا، نقصان اٹھایا۔ (سنن الترمذی ابواب الصلاة باب ماجاء ان اول ما یحاسب... حدیث 413)
پھر بچوں کو بھی نماز کا پابند بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ سات سال کی عمر کو پہنچنے پر بچے کو نماز کی تلقین کرو اور دس سال کی عمر میں اس کو نماز کا پابند کرنے کے لئے کوئی سختی بھی کرنی پڑے تو کرو۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب متى یومر الغلام بالصلاة حدیث 495)
اگر ماں باپ ہی نمازوں کے پابند نہ ہوں گے تو بچوں کو کس طرح کہہ سکتے ہیں یا اگر بچے اپنے اجلاسوں یا مختلف ذریعوں سے یہ حدیث سن لیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیں لیکن گھر میں وہ اپنے باپوں کو نمازوں کا پابند نہ دیکھیں تو ان پر کیا اثر ہوگا؟ یقیناً ایسے باپوں کے بچے یہ خیال کریں گے کہ اس حکم کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بلکہ ایک حکم کی اہمیت کو نظر انداز کرنے سے بچے کے دل پر ہر اسلامی حکم کی اہمیت کا اثر ختم ہو جائے گا۔ ایسے لوگ نہ صرف پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خود گھاٹا پانے والوں میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی گھاٹا پانے والوں میں شامل کر دیتے ہیں۔ دنیاوی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے بچوں کی دنیاوی ترقی کے لئے تو ماں باپ فکر کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں لیکن جو اصل فکر کا مقام ہے اس کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔

پھر ایک حقیقی مومن کے لئے صرف نماز ہی ضروری نہیں ہے جس سے اس کا روحانی میل کچیل دُور ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں پانچ بار روزانہ نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یقیناً کوئی میل نہیں رہے گی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہ معاف کرتا اور کمزوریاں دور کرتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب مواقیات الصلاة باب الصلوات الخمس کفارة حدیث 528)۔ پانچ نمازیں پڑھنے والے کی روح پر کوئی میل نہیں رہتی۔ پس یہ ہے نماز کی اہمیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوبصورت مثال کے ذریعہ بیان فرمائی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا صرف نماز پڑھنے کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ حقیقی مومن مردوں کو اس روح کی میل اتارنے کے لئے مزید وضاحت فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے گھر سے وضو کیا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی مسجد کی طرف گیا تاکہ وہاں فرض نماز ادا کرے تو مسجد کی طرف جاتے ہوئے جتنے قدم اس نے اٹھائے ان میں سے اگر ایک قدم سے اس کا ایک گناہ معاف ہوگا تو دوسرے قدم سے اس کا ایک درجہ بلند ہوگا۔ یعنی ہر قدم ہی اسے ثواب دینے والا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاة باب المشی الی الصلاة... حدیث 1406)
پھر ایک موقع پر باجماعت نماز کی اہمیت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے جو ہر وقت اس بات کے لئے بے چین تھے کہ ہمیں کب کوئی موقع ملے اور ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، اس کو راضی کرنے کے طریقے سیکھیں، اس کا قرب حاصل کریں، اپنے گناہوں سے دوریاں پیدا کریں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح

کبھی اس لذت و سرور کا تجربہ ہو جاتا ہے اور ہوا ہو گا۔ مشکل اور پریشانی میں جب کوئی ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ نمازوں میں بہت سے ایسے ہیں جو بڑے روتے ہیں، گرگڑاتے ہیں۔ چلتے پھرتے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اس کی طرف توجہ رہتی ہے اور اسی وجہ سے پھر عبادت کی طرف بھی توجہ رہتی ہے تو کوئی نہ کوئی ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے اور کچھ نہ کچھ توجہ پیدا ہو رہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ تکلیف کی صورت میں مستقل دعاؤں میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن جب اپنی خواہشات پوری ہو جائیں، جب مشکلات سے نکل جائیں تو پھر بہت سارے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں، عاجزانہ دعاؤں میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمیں مسلسل کوشش سے اپنے سامنے یہ ٹارگٹ رکھنا ہے کہ چاہے حالات اچھے ہوں یا برے، تنگی میں بھی اور کشائش میں بھی اس لذت و سرور کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے جو نشہ کی کیفیت طاری کر دے اور صرف ذاتی حالات ہی نہیں ایک مؤمن کو معاشرے کے عمومی حالات بھی جو ہیں وہ بھی درد پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں اور جب یہ درد کی کیفیت ہوتی ہے تو پھر درد سے دعائیں بھی نکلتی ہیں۔ پاکستان میں مثلاً جماعتی حالات بہت خراب ہیں۔ ہر طرف سے افراد جماعت کے خلاف نفرتوں کے تیر برسائے جا رہے ہیں۔ بعضوں اور کینوں کے اظہار ہو رہے ہیں۔ ملاؤں کے خوف سے یا ان کی باتوں سے غلط فہمی پیدا ہونے کی وجہ سے پرانے تعلق والے غیر از جماعت بھی بعض جگہ مخالفتوں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ عمومی طور پر بھی دیکھیں تو ان ظلموں کی انتہا ہو چکی ہے۔ ایسے میں پاکستان میں تو ہر احمدی کو جہاں لذت و سرور والی نمازیں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں مسجدوں کو آباد کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔

گزشتہ دنوں خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے شوریٰ کے فیصلہ جات کی تعمیل کی ایک رپورٹ آئی جس میں انہوں نے لکھا کہ تعداد کے لحاظ سے تربیتی فیصلہ جات میں ہم نے یہ کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ بڑی اچھی بات ہے۔ ترقی کی طرف قدم بڑھے ہیں۔ ان تربیتی امور کی بہت سی باتوں میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ میرا خطبہ جمعہ سننے کی طرف اتنے ہزار خدام کی توجہ پیدا ہوئی ہے۔ لیکن جو قابل فکر بات ہے وہ یہ کہ نماز باجماعت کے عادی جمعہ کا خطبہ سننے والوں کا قریباً تیسرا حصہ تھے یا اس سے تھوڑا سا زیادہ تھے۔ اسی طرح نمازوں کے عادی خدام کی تعداد بھی خطبہ سننے والوں سے کافی کم تھی۔ ایسا خطبہ سننے کا کیا فائدہ جس سے ہماری توجہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف نہ ہو اور اس بنیادی فرض کی طرف نہ ہو جو انتہائی ضروری ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ میں تو ہر دوسرے تیسرے خطبہ میں نماز باجماعت یا عبادت کے بارے میں بات کرتا ہوں۔ اگر اس کا اثر ہی نہیں ہونا تو صرف تعداد کی خانہ پوری کرنے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پاکستان میں جیسے احمدیوں کے حالات میں نے بیان کئے ہیں اگر اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوگی تو پھر کب ہوگی؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ کا نعوذ باللہ امتحان لینا چاہتے ہیں کہ ہم نے تو ایسے ہی رہنا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ ہمارے حالات بدلے۔ اگر یہی اظہار ہونے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے شکوے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ تم جو چاہے کرتے رہو، میرے حق ادا کرو یا نہ کرو کیونکہ تم نے مسیح موعود کو مان لیا ہے اس لئے میں تمہیں کامیابیاں دوں گا۔ کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

خدام کی رپورٹ کا میں نے ذکر کیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کمزوری صرف خدام الاحمدیہ میں ہے۔ انصار کا بھی یہی حال ہے۔ پس پاکستان کے ہر احمدی کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کامیابیاں سونے سے نہیں ملیں گی۔ کامیابیاں لا پرواہی سے نہیں ملیں گی۔ کامیابیاں سرحدوں پر گھوڑے باندھنے اور چھاؤنیاں قائم کرنے سے ملیں گی۔ پاکستان سے نکل کے جو لوگ باہر آئے ہوئے ہیں یا عمومی طور پر ہر جگہ جماعت میں ان ترقی یافتہ ممالک میں بھی اور باقی دنیا میں بھی ان کی حالت بھی یہی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ باہر آ کر بڑے نمازی ہو گئے یا ہر جگہ نمازی ہیں۔ جماعتوں کا جائزہ لیں تو نمازوں کے معاملہ میں بہت ساری کمزوریاں نظر آئیں گی۔ انصاف سے اگر ہر ملک میں ہر تنظیم اپنے جائزے لے تو نتائج خود بخود سامنے آجائیں گے۔ لیکن پاکستان سے باہر آئے ہوئے لوگ جو ہیں ان کو خاص طور پر یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو فضل کئے ہیں اس کا شکر یہ بھی ادا کرنا ہے۔ اس کا اظہار کس طرح کرنا ہے۔

بعض جماعتوں میں نمازوں کی اچھی حاضری ہوتی ہے لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی نماز کسی نہ کسی کی ضائع ہو رہی ہوتی ہے اور کئی ایسے ہیں جو بعض دفعہ ایک آدھ نماز نہیں بھی پڑھتے۔ اور اس کی ایک وجہ جیسا کہ میں نے کہا یہ بھی ہے کہ نظام اس کی طرف توجہ نہیں دلاتا اور نظام کی بھی دوسری ترجیحات ہیں۔ میرے خطبات اوّل تو ہر ایک سنتا ہی نہیں۔ یہ کہنا کہ سو فیصد لوگ سنتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔ اور اگر سن بھی لیں تو پھر بھی مستقل یاد دہانی کروانا نظام جماعت کا کام ہے۔ اس لئے نظام قائم کیا گیا ہے کہ تربیت کی طرف توجہ ہو۔

جیسا کہ میں نے بتایا کہ قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ پانچ نمازوں کی فرضیت بیان ہوئی ہے، اہمیت بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی بڑے واضح ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ یہ نمازیں تو ہر احمدی کے لئے ضروری ہیں ہی لیکن ساتھ ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز کی اہمیت بیان فرمائی ہے ہر عاقل (عقل رکھنے والے) بالغ مرد پر باجماعت نماز فرض ہے۔ لیکن اس کی طرف ہم دیکھتے ہیں کہ پوری توجہ نہیں ہے اور کمزوری ہے۔ بیشک ایک حقیقی مؤمن پر نماز فرض ہے اور اس بات کا اسے خود خیال رکھنا چاہئے لیکن جماعت میں ایک نظام بھی قائم ہے اس نظام کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ اس کی حقیقت واضح کرتے رہنا چاہئے۔ میں اکثر خطبات میں اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ کسی نہ کسی حوالے سے نمازوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ لیکن پھر اسے آگے پھیلا کر بیان اور نظام جماعت کا کام ہے کہ توجہ دلائیں۔ ہر فرد جماعت تک نماز کی اہمیت کا پیغام بار بار پہنچائیں۔ حقیقت میں تو ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکیں گے جب ہم اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہوئے ان سے روحانی حظ اٹھانے والے ہوں گے اور جب یہ روحانی سرور اور حظ حاصل ہونا شروع ہو جائے گا تو پھر نمازوں کی ادائیگی کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہو جائے گی۔

پس اس طرف جیسا کہ میں نے کہا ہر احمدی کو خود توجہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح ہم نے اپنی نماز پڑھنی ہے۔ ایسی نماز پڑھنی ہے جو ہمیں دلی سرور دلوا سکے، جو ہمیں لذت عطا کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ کس طرح یہ سرور حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ نے مثال دی فرمایا کہ ”میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ بے در بے پیتا جاتا ہے۔“ (نشہ حاصل کرنے کے لئے شراب پیتا چلا جاتا ہے) ”یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔“ فرمایا کہ ”دانشمند اور زیرک انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔“ (یعنی اس مثال سے اگر کوئی عقلمند انسان ہے تو وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے) ”اور وہ یہ“ (کس طرح فائدہ اٹھانا ہے اپنی روحانیت کو تیز کرنے کے لئے نمازوں کی طرف توجہ دینے کے لئے) ”کہ نماز پر دوام کرے۔“ (نماز میں باقاعدگی اختیار کرے اور کبھی نہ چھوڑے۔) فرمایا ”اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آجائے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے۔“ شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس نے ذہن میں اپنا کوئی ایک معیار مقرر کیا ہوتا ہے کہ میں نے یہ لذت حاصل کرنی ہے۔ فرمایا کہ جو معیار وہ اپنے نشہ کے لئے حاصل کرتا ہے تو ایک روحانی شخص کو، ایک مؤمن کو بھی اپنا کوئی مقصود بنانا چاہئے جس کو اس نے نماز کے لئے حاصل کرنا ہے اور اسی طرح ہر بار مستقل مزاجی سے کوشش ہوگی تو تہی سرور حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کو حاصل کرنا ہو۔“ ایک نمازی جب نماز پڑھے تو ذہن میں یہ بات رکھے اور اپنی جو بھی توجہ ہے اور جتنی طاقتیں ہیں ان کو نماز پڑھتے ہوئے استعمال کرے کہ میں نے یہ سرور حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے قوت ارادی کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اگر قوت ارادی ہوگی تو پھر ہی مستقل مزاجی بھی رہ سکے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق اور کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کر وہ لذت حاصل ہو تو یوں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں... کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جائے گی۔“ پھر ایک درد اور فکر ہوگی۔ ایک کرب ہو گا۔ ایک بے چینی ہوگی کہ کاش مجھے نماز میں سرور حاصل ہو۔ نماز پڑھتے ہوئے اس بے چینی کا بار بار اللہ تعالیٰ کے آگے اظہار ہو تو آپ فرماتے ہیں کہ یقیناً پھر وہ سرور حاصل ہو جائے گا، لذت حاصل ہو جائے گی۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 7-8۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس مستقل مزاجی کے ساتھ نماز میں اس کا مزہ لینے کی کوشش آخر ایک وقت میں دل کو پگھلا کر وہ مزہ دے دیتی ہے۔ آپ نے اس بات کی بھی تاکید فرمائی اور وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں، لوگ سوال بھی کرتے ہیں کہ باوجود نماز پڑھنے کے لوگ بدیاں کرتے ہیں، برائیاں کرتے ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ روح اور سچائی کے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے بلکہ صرف رسم اور عادت کے طور پر نکریں مارتے ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 8۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نماز برائیوں سے بچاتی ہے تو یقیناً یہ سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں میں نمازیں پڑھنے کے باوجود برائیاں قائم رہتی ہیں ان کی نمازیں صرف ظاہری نمازیں ہوتی ہیں وہ اس کی روح کو نہیں سمجھتے۔ پس یہ بہت ہی قابل فکر بات ہے جس پر ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہئے۔ اگر ہمیں لذت و سرور آ رہا ہو یا یہ پکارا دہ ہو کہ میں نے لذت اور سرور حاصل کرنا ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار نہ کرے۔ ہر ایک کو کبھی نہ

بیٹھتا ہے۔ کبھی سجدے میں جاتا ہے اور ان حالتوں کی وجہ سے جو ظاہری اضطرابی حالت ہے فرمایا کہ ان حالتوں کی وجہ سے دل میں سوزش اور اضطراب پیدا ہونا چاہئے۔ دل میں بھی سوزش اور اضطراب پیدا ہونا چاہئے اور جب ایسی حالت ہوگی تو پھر حالت سجدہ میں بھی، قیام میں بھی، رکوع میں بھی پھر لذت اور سرور حاصل ہوگا۔ پھر عبودیت کے مقام اور حقیقی عاجزی اور گناہوں کو جلا کر ختم کرنے والی نماز کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

”انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے“ (ہر وقت عاجزی اور اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا ہو جاتی ہے) ”تو وہ خدا کی طرف ایک چشمے کی طرح بہتی ہے“ (عاجزی پیدا ہوگی تو تبھی خدا کی طرف بہے گی) ”اور ماسوی اللہ سے اسے انقطاع ہو جاتا ہے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے۔“ انسان جب کوشش کر کے اور اللہ تعالیٰ سے فضل مانگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے تعلق توڑتا ہے تو اس وقت خدائے تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے اور جب خدا تعالیٰ کی یہ محبت انسان پر گرے تو پھر آپ نے فرمایا کہ گناہ جل کر ختم ہو جاتے ہیں اور پھر نمازوں میں مستقل سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 10-10 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) پس بجائے یہ شکوہ کرنے کے یا دل میں یہ خیال لانے کے کہ ہماری نمازیں ہمیں مزہ نہیں دیتیں، ہمیں اللہ تعالیٰ سے اس خاص تعلق کو پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنی حالتوں کو دیکھیں کہ ہم صرف ٹکریں مار رہے ہیں یا نماز کا حق ادا کر رہے ہیں۔ پھر نماز میں نور اور لذت پانے کے طریق کے بارے میں مزید بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

”نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تا کہ اولاً وہ ایک عادتِ راسخہ کی طرح قائم ہو۔“ (ایک ایسی عادت بن جائے جو کبھی ہو جائے۔) ”اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔“ (اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا خیال دل میں ہو۔ جب یہ چیزیں ہو جائیں گی، جب پکی عادت ہو جائے گی تو) ”پھر رفتہ رفتہ وہ وقت آجاتا ہے کہ انقطاع کلی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 11-11 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر انسان دنیا سے کٹ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نمازوں میں وہ لذت اور سرور آنی شروع ہو جاتی ہے۔

پس پہلے نماز کی عادت ضروری ہے۔ اپنے آپ کو نمازوں کا پابند کرنا ضروری ہے۔ چاہے نمازوں کا فائدہ انسان کو ظاہری حالت میں نظر آتا ہو یا نہ لیکن نمازیں بہر حال پڑھنی ہیں کیونکہ یہ فرض ہیں اور یہ سمجھ کر عادت ڈالنی ضروری ہے کہ میں نے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرنا ہے۔ اس کے پاس ہی جانا ہے۔ ہر ضرورت کے لئے اسی سے مانگنا ہے۔ یہ مستقل مزاجی اگر رہے گی تو پھر ایک وقت آئے گا کہ نمازوں کے حق بھی ادا ہونے شروع ہو جائیں گے۔ نمازوں میں لذت بھی آنی شروع ہو جائے گی۔ اور پھر بعض لوگ جس طرح پوچھنے پر جواب دیتے ہیں ان کا یہ جواب نہیں ہوگا کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں لیکن سستی ہو جاتی ہے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ سستی ہوتی ہی اس وقت ہے جب نماز کی اہمیت نہیں ہوتی (ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 6-7-7 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اور غیر اللہ کو انسان زیادہ اہم سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ سستی ہو۔ پس آج دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں ان کے بد اثرات سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف خالص ہو کر جھکنا بہت ضروری ہے اور اس جھکنے کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی بتایا ہے کہ اپنی نمازوں کی ادائیگی اور حفاظت کی طرف ہم توجہ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”یاد رکھو کہ اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو کیونکہ دنیا تو گزرنے کی جگہ ہے وہ تو کسی نہ کسی رنگ میں گزر جائے گی۔“ فارسی کا مصرعہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:

”شب تنور گذشت و شب سوز گذشت“ (کہ رات ٹھنڈی ہو یا گرم ہو گزر رہی جاتی ہے۔ حالات اچھے ہوں یا برے ہوں گزر رہی جاتے ہیں۔) فرمایا کہ ”دنیا اور اس کے اغراض اور مقاصد کو بالکل الگ رکھو۔ ان کو دین کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اور اس کے ثمرات باقی رہنے والے۔ دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر آن اور ہر دم میں ہزاروں موتیں ہوتی ہیں۔ مختلف قسم کی وبا میں اور امراض دنیا کا خاتمہ کر رہی ہیں۔ کبھی ہیضہ تباہ کرتا ہے۔ اب طاعون ہلاک کر رہی ہے“ (اُس زمانے میں طاعون پھیلا ہوا تھا) ”کسی کو کیا معلوم ہے کہ کون کب تک زندہ رہے گا۔ جب موت کا پتا نہیں کہ کس وقت آجائے گی پھر کیسی غلطی اور بیہودگی ہے کہ اس سے غافل رہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو۔ جو آخرت

گزشتہ دنوں یہاں کی ایک جماعت کی مجلس عاملہ سے ملاقات تھی تو صدر صاحب نے بتایا کہ جب سے میں صدر بنا ہوں مالی نظام کی طرف میں نے بہت توجہ کی ہے اور اب ہم اس میں بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ تو میں نے انہیں کہا کہ ٹھیک ہے یہ کوشش تو آپ نے کی لیکن ایک مومن کے لئے جو بنیادی چیز ہے اور فرض ہے یعنی نماز۔ اس کے لئے آپ نے کیا کوشش کی؟ تو اس بارہ میں خاموشی تھی۔ گو فجر اور عشاء کی نماز کی حاضری کے بارے میں میں نے جو استفسار کیا اور جائزہ لیا تو اس میں جو اعداد و شمار سامنے آئے کافی بہتر تھے۔ لیکن نظام کی اس میں کوئی کوشش نہیں تھی۔ اگر لذت و سرور پیدا کرنے والے نمازی پیدا ہو جائیں گے تو مالی نظام خود بخود ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ تقویٰ کا معیار بڑھنے سے ہی مالی قربانی کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ امور عامہ اور قضا کے جو مسائل ہیں وہ بھی بہت حد تک حل ہو جائیں گے بلکہ اگر سارے نمازیں صحیح طرح ادا کرنی شروع کر دیں تو باقی شعبہ جات بھی ایکٹو (active) ہو جائیں گے۔

اور آجکل تو صرف پاکستان ہی نہیں دنیا کے عمومی حالات ایسے ہیں کہ جنگ اور تباہی کا خطرہ بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ حکومتوں نے بھی اب اس کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے اور اس کے لئے کچھ نہ کچھ حد تک کارروائیاں بھی شروع کر دی ہیں۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی پناہ ہی ہے جو بچائے گی۔

بہت سے لوگ لکھتے ہیں کہ جنگ شروع ہوگی تو کیا ہوگا؟ ہم کیا کریں؟ تو ان کو یہی جواب ہے کہ اگر ان خطروں سے بچنا ہے تو پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے خدائے ذوالجانب سے پیار کرنا ہوگا۔ اور اس پیار کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنی نمازوں اور اپنی عبادتوں کو اس کے حکم کے مطابق ڈھالتے ہوئے ہم لذت و سرور پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اکثر لوگ ان ممالک میں آکر دنیاوی کشائش دیکھ کر خدا تعالیٰ کو بھلا دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ کشائش انہیں ان ملکوں کی ترقی کی وجہ سے ملی ہے۔ اور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ اتنے ترقی یافتہ ہیں لیکن ان کے کون سے ایسے عمل ہیں، کونسی عبادتیں کر رہے ہیں کہ اس کے باوجود یہ ترقی کر رہے ہیں اور پھر بعض یہ بھی سوچتے ہیں کہ ہم ان سے تو بہتر ہیں کہ اگر پانچ نمازیں فرض ہیں تو پانچ میں سے دو تین نمازیں تو پڑھ ہی لیتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کو بھولنے والوں کے لئے آخر میں عذاب مقدر ہے تو ان لوگوں کے پیچھے نہ چلیں۔ ہم نے اگر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنا ہے اور اپنی نسلوں کو بچانا ہے تو ان کی یہ ظاہری حالت نہ دیکھیں بلکہ اس تعلیم کے مطابق عمل کریں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان کے بعد قیام نماز کا حکم دیا ہے۔ پس ہر احمدی مرد کو بھی، عورت کو بھی، اپنی نمازوں کی حفاظت اور مردوں کو خاص طور پر باجماعت نماز کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازوں کی اہمیت، اس کے پڑھنے کے طریق، اس کے فلسفہ کے بارے میں بہت کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرماتے ہوئے ہمیں آپ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی لیکن اس کے باوجود اگر ہم بنیادی چیز پر عمل نہیں کریں گے جیسا کہ میں نے کہا اور غیروں کی طرح دو تین نمازوں پر ہی اکتفا کریں گے جس طرح کہ اکثر غیر احمدی بھی اسی طرح کرتے ہیں تو پھر اس بیعت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

نمازوں کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کس معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں؟ اس بارے میں کس کس طریق سے آپ نے ہمیں سمجھایا ہے؟ اس کے لئے آپ کے کچھ ارشادات پیش کرتا ہوں۔ ایک مومن لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا کلمہ پڑھ کر توحید کا اعلان کرتا ہے۔ اور توحید کیا ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”پس خوب یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے“ (اللہ تعالیٰ سے تعلق ختم کرنا ہے) فرمایا ”نماز اور توحید کچھ ہی ہو“ (خود فرماتے ہیں کہ توحید کے عملی اظہار کا نام ہی نماز ہے۔ توحید کا منہ سے دعویٰ تو کر دیا لیکن توحید کے عملی اظہار کا نام نماز ہے۔) فرمایا ”نماز اور توحید کچھ ہی ہو... اسی وقت بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلل کی روح اور حنیف دل نہ ہو“۔ فرمایا ”سنو وہ دعاجس کے لئے اَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ فرمایا ہے۔ (یعنی مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔)“ اس کے لئے یہی سچی روح مطلوب ہے۔ ”(اَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کے لئے یہ سچی روح مطلوب ہے۔)“ اگر اس تضرع اور خشوع میں حقیقت کی روح نہیں تو وہ ٹیس ٹیس سے کم نہیں ہے۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 12-12 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) (یعنی طوطا جس طرح بولتا ہے اسی طرح ہے) سچی روح پیدا کرنی چاہئے۔ تضرع اور خشوع پیدا کرنا چاہئے اگر وہ نہیں تو کوئی فائدہ نہیں۔ پس جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ دعائیں عاجزی اور تضرع ہو تو پھر اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ پھر آپ نے یہ وضاحت فرمائی کہ نماز کی مختلف حالتیں جیسے قیام ہے، رکوع ہے، سجدہ ہے۔ یہ سب حالتیں جو ہیں یہ ایک اضطرابی حالت کو ظاہر کرتی ہیں۔ ایک بے چینی انسان کی ظاہر کرتی ہیں۔ انسان کبھی اٹھتا ہے کبھی

آج کی دعا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْبِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَبَلْتَ عَلَيَّ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحِبِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفُ لَنَا وَ
ارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ
(سورة البقرة: 287)

ترجمہ:

”اے ہمارے رب! ہمارا مواخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے۔ اور
اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر (ان کے گناہوں کے نتیجہ
میں) تو نے ڈالا۔ اور اے ہمارے رب! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے
بڑھ کر ہو۔ اور ہم سے درگزر کر۔ اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ تو ہی ہمارا مولیٰ
ہے پس کافر قوم کے مقابل پر ہماری مدد فرما۔“

یہ قرآن مجید کی طلب مغفرت، رحمت اور مدد باری تعالیٰ کی بہت پیاری دعا ہے۔ انسان
کے گناہوں، لغزشوں، غلطیوں، کمزوریوں اور کوتاہیوں کے دور ہونے کے لئے یہ کامل
اور جامع دعا بے حد مجرب ہے۔

رحمۃ للعالمین، نبیوں کے سردار، محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بذریعہ وحی یہ
خوشخبری دی گئی کہ ایک کامل دعا جو اس سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی وہ سورۃ الفاتحہ اور
سورۃ البقرۃ کی آخری آیات ہیں۔ جو بھی ان دعاؤں کے ذریعہ خدا سے مانگتا ہے اس کی دعا
قبول کی جاتی ہے۔

(صحیح مسلم)

پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرماتے ہیں:

”صرف آیت کے یا ان آیات (سورة البقرة 286-287) کے الفاظ دوہرا لینے سے
تو مقصد پورا نہیں ہوتا بلکہ یہاں توجہ اس طرف کروانی کہ اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال پر
ہر وقت نظر رکھنی پڑے گی اور جب یہ توجہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر بھی اپنے بندے
پر پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ کے بندے کی ایمان میں ترقی اسے اللہ تعالیٰ کے قریب کر رہی ہوگی
اور اس کی بخشش کا سامان کرے گی نہ کہ پھر جس طرح عیسائی کہتے ہیں اس کو کسی کفارے کی
ضرورت ہوگی۔ پس روزانہ پھر جس طرح یہ آیت پڑھنے سے نیکیوں کے کمانے کی طرف
توجہ رہے گی۔ ایک مومن رات کو جائزہ لے گا کہ کون کون سی نیکیاں میں نے کی ہیں اور کون
کون سی برائیاں کی ہیں۔ پھر اگر نیکیوں کی زیادہ توفیق ملی ہوگی، اگر شام نے یہ گواہی دی ہو
گی کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا تو شکر گزاری کے جذبے کے تحت ایک مومن پھر اللہ
تعالیٰ کے حضور مزید جھکے گا اور ایک مومن کو کیونکہ نفس کے دھوکے کا بھی خیال رہتا ہے اس
لئے وہ پھر خدا تعالیٰ سے یہ عرض کرتا ہے کہ اگر میرا جائزہ جو میں نے شام کو لیا ہے نفس کا دھوکہ
ہے تو پھر بھی مجھ پر رحم کر اور بخش دے اور مجھے نیکیوں کی توفیق دے اور اگر کھلی برائیاں
سارے دن کے اعمال میں نظر آرہی ہیں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور بخشش اور رحم کے لئے
ایک مومن جھکتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 16 جنوری 2009ء)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

کی فکر کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب انسان مومن کامل بتا ہے تو
وہ اس کے اور اس کے غیر میں فرق رکھ دیتا ہے۔ اس لئے پہلے مومن بنو اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ بیعت کی
خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔ نمازوں کی پابندی کرو
اور توبہ و استغفار میں مصروف رہو۔ نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دکھ نہ دو۔ راستبازی اور
پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دے گا۔ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز
کی پابندی کریں اور ان کو گلہ، شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ۔ ہماری طرف
سے صرف سبھانا شرط ہے اس پر عمل درآمد کرنا تمہارا کام ہے۔“ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 145-146 ایڈیشن
1985ء مطبوعہ انگلستان)

غیروں کو سمجھائیں، عورتوں کو سمجھائیں یا بچوں کو سمجھائیں تو اس کے لئے خود بھی پاکبازی اور راستبازی
کے نمونے دکھانے ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ ”پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزہ
نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو۔“ (یعنی خاص توجہ پیدا نہ ہو) ”اور حضور قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی
نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آجائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش
کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی
میں پڑھو۔ نہیں، میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون ادعیہ اور اذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز
کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو
دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچا دے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اور تمام کام تمہارے اس کی مرضی کے موافق ہوں۔
اپنی بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو۔ اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔“ (ملفوظات جلد 6 صفحہ
145-146 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں نمازوں کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان میں باقاعدگی رکھنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ اپنی نمازوں کو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری نمازوں
میں لذت و سرور پیدا فرمائے۔ کبھی ہم اس میں سستی دکھانے والے نہ ہوں اور اس بات کی حقیقت کو ہم سمجھنے
والے ہوں کہ آج دنیا کی آفات اور مصیبتوں سے ہم اسی وقت نجات پاسکتے ہیں جب ہم اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا
حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

بقیہ: دربار خلافت..... از صفحہ 2

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”یاد رکھو نری بیعت سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس رسم سے راضی نہیں ہوتا جب تک کہ حقیقی بیعت کے
مفہوم کو ادا نہ کرے۔ اس وقت تک یہ بیعت بیعت نہیں، نری رسم ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بیعت کے حقیقی
منشاء کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔“ اور حقیقی منشاء کیا ہے؟ فرمایا ”یعنی تقویٰ اختیار کرو۔ قرآن شریف کو خوب
غور سے پڑھو اور اس پر تدبر کرو اور پھر عمل کرو۔ کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اقوال اور باتوں
سے کبھی خوش نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کے احکام کی پیروی
کی جاوے اور اس کے نواہی سے بچتے رہو۔“ (جن باتوں سے اس نے روکا ہے ان سے بچو۔) ”اور یہ ایک
ایسی صاف بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بھی نری باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی خدمت ہی سے خوش
ہوتا ہے۔“ آپ فرماتے ہیں کہ ”سچے مسلمان اور جھوٹے مسلمان میں یہی فرق ہوتا ہے کہ جھوٹا مسلمان باتیں بناتا
ہے، کرتا کچھ نہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں حقیقی مسلمان عمل کر کے دکھاتا ہے، باتیں نہیں بناتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ
دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میرے لئے عبادت کر رہا ہے اور میرے لئے میری مخلوق پر شفقت کر رہا ہے تو اس وقت
اپنے فرشتے اس پر نازل کرتا ہے اور سچے اور جھوٹے مسلمان میں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے فرقان رکھ دیتا ہے۔“
(ملفوظات جلد 6 صفحہ 404-405 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ سچا مسلمان بننے کی کوشش کرے۔ یہ جو دنیا کی حسنت اور نعمتیں ہیں
ان سے فائدہ اس لئے اٹھائے کہ یہ آخرت کی حسنت کا وارث بنانے والی ہوں گی۔ ہم اپنی عبادتوں کے حق ادا
کرنے والے بنیں۔ دین کی وجہ سے باہر مجبوری جو ہمیں اپنے ملکوں کو چھوڑنا پڑا ہے تو یہاں آ کر پھر دینی تعلیمات
پر عمل کرنے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 16 اپریل 2018ء، فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

DAILY LONDON

ALFAZL

ONLINE



اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

+44 79 5161 4020

info@alfazlonline.org

ہیں۔ گذشتہ کچھ عرصے سے آسٹریلیا اور برطانیہ
سے ڈاکٹروں کی ٹیمیں باقاعدگی سے وہاں کا دورہ
بھی کرتی رہی ہیں۔

۶۔ تھائی لینڈ: تھائی لینڈ میں بھی احمدیہ مسلم

میڈیکل ایسوسی ایشن Humanity first

کے تعاون کے ساتھ کام کر رہی ہے اور آئندہ اپنی خدمات کا دائرہ تھائی
لینڈ میں مزید وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن کی ان بے لوث اور مثالی
خدمات کو قبول فرماتے ہوئے ان کو بہترین اجر عطا فرمائے اور ان کی انسانی
خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرتا چلا جائے۔ آمین

☆...☆...☆



احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا کا تعارف اور مختلف ممالک میں مثالی خدمات

(مرسلہ: محمد امجد خان نمائندہ روزنامہ الفضل لندن (آن لائن))

آگاہی کے لئے مختلف لیکچرز۔ سیمینارز اور میٹنگز کا اہتمام کرتی رہتی ہے۔
خاص طور پر گذشتہ دو سال میں تقریباً 5000 سے زائد افراد سڈنی کے
علاقہ ٹاؤن ہال میں اس کی خدمات سے مستفید ہوئے۔ علاوہ ازیں بے گھر
افراد کی طبی بنیادوں پر معاونت کا کام مستقل بنیادوں پر جاری ہے۔

طب اور صحت عامہ کے شعبہ میں خدمات سرانجام دینے کے خواہشمند
افراد اور ڈاکٹرز کی تعلیم کے حصول کو ممکن بنانے کے لئے بھی ایسوسی ایشن
کی خدمات قابل ستائش ہیں۔ کرونا وائرس COVID-19 کی مہلک
وبا سے نمٹنے اور اس سے بچاؤ کے لئے ایسوسی ایشن کا کردار پہلے روز ہی
سے قابل تحسین رہا ہے۔ آسٹریلیا میں احمدیہ جماعت کو حقائق پر مبنی شواہد
اور تحقیق کی مدد سے مسلسل مرحلہ وار راہنمائی فراہم کی جاتی رہی۔ اس عظیم
مقصد کے لئے جامع حکمت عملی کے تحت مختلف زبانوں میں leaflets
اور معلوماتی ویڈیوز تیار کی گئیں جن سے ہزاروں لوگ مستفید ہوئے۔

۴۔ پاکستان: پاکستان کے دو عظیم ترین فلاحی ہسپتال یعنی فضل عمر
ہسپتال ربوہ اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں بے لوث خدمات بجالانے
والے ڈاکٹرز اور طبی عملہ کے لئے کرونا وائرس کی وباء کے دوران انسانیت
کی خدمات جاری رکھنے کی غرض سے Personal protective
Equipments کی فراہمی ایسے وقت میں ممکن بنائی گئی جبکہ دنیا میں
ان کے حصول کیلئے قلت کے باعث ایک بحرانی کیفیت تھی اگرچہ یہ کام ایسے
حالات میں انتہائی دشوار بلکہ بعض مواقع پر بالکل ناممکن تھا مگر حضور انور
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل ان دونوں ہسپتالوں میں
کامیابی کے ساتھ PPE کی فراہمی کی گئی۔

طاہر ہارٹ ہسپتال کے ساتھ ایسوسی ایشن نے مفاہمتی یادداشت پر
دستخط بھی کئے ہوئے ہیں جس کے باعث ایسوسی ایشن اپنے رضا کاروں اور
دیگر طبی آلات کی فراہمی کے ذریعہ مسلسل تعاون کرتی ہے۔ تا حال 20
سے زائد ڈاکٹرز اپنی خدمات طاہر ہارٹ ہسپتال کے لئے رضا کارانہ طور
پر پیش کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں دو عدد پاکٹ سائز Echo مشین بھی
عطیہ کی گئیں۔

۵۔ ملائیشیا: احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن آسٹریلیا نے 2017 میں احمدیہ
میڈیکل ایسوسی ایشن یو۔ کے کے تعاون سے ملائیشیا میں تین میڈیکل
ڈسپنسریز قائم کیں۔ ابتداء میں وہاں پر آسٹریلیا میں احمدی ڈاکٹرز نے نہ
صرف اپنی خدمات پیش کیں بلکہ ادویات کی فراہمی کو بھی یقینی بنایا۔ یہاں
یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایسوسی ایشن پچھلے تین سال سے باقاعدگی سے ٹیلی
کانفرس کلینک کا اہتمام کرتی ہے جس سے بیٹھار لوگ ہر ہفتہ فائدہ اٹھاتے

احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا انسانیت کی خدمت اور مدد
کے لئے انتہائی اخلاص کے ساتھ وقف ہے۔ مشکل ترین حالات میں بھی
اس کا قدم آگے ہی بڑھتا ہے۔ اس کا عزم مصمم ہے کہ لوگوں کو ہماری کہیں
بھی اور جب بھی ضرورت اور علاج معالجہ میں دشواری کا سامنا ہو انکی ہر
ممکن مدد اور تعاون فراہم کیا جائے۔

حضور انور اید اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور راہنمائی کے نتیجہ
میں احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا۔ ملائیشیا، پاکستان، سولومن،
آئی لینڈ، تھائی لینڈ اور افریقی ممالک میں انسانیت کی بھرپور خدمات انجام
دے رہی ہے۔ اس کے جاں فشاں رضا کاروں میں بہت سے ڈاکٹرز،
سرجنز، ڈینٹل پریکٹیشنرز اور دیگر طبی ماہرین شامل ہیں جو نہ صرف بوقت
ضرورت انتہائی جانفشانی سے میدانِ عمل میں مصروف رہتے ہیں بلکہ ان
کی خدمات کا دائرہ مزید وسیع کرنے کی غرض سے ان ممالک کے طبی عملہ
کو بہترین تربیت اور ساز و سامان بھی مہیا کرتے ہیں۔ صرف گذشتہ چند
سالوں میں احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا نے انسانی خدمات کی
ان اغراض کی مد میں عطیات اکٹھے کر کے مذکورہ ممالک میں تقریباً بیس
ہزار سے زائد ضرورت مند افراد کی مدد کی جس کی مختصر سی تفصیل ذیل میں
درج ہے:-

۱) افریقہ: احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن یو۔ کے کی طرف سے متعارف
کرائے گئے آئیوری کوسٹ ہسپتال کی تکمیل کیلئے احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن
آسٹریلیا حصہ لے رہی ہے اور آئندہ منصوبہ کے مکمل ہونے کے بعد ایسوسی
ایشن اس عظیم فلاحی ادارے کی مدد کے لئے مستقل بنیادوں پر ڈاکٹرز اور
رضا کاروں کی ٹیمیں بھجوانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

۲) سولومن آئی لینڈ: احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن آسٹریلیا کی جانب سے
نیشنل ہسپتال کو ضروری میڈیکل سامان فراہم کیا گیا۔ نیز وہاں کے نیشنل
ہسپتال کو دل کی بیماریوں کی تشخیص کے لئے عطیہ کے طور پر ایک گراں قدر
ECHOCARDIOGRAM مشین اور عملہ کی تربیت بھی فراہم کی
گئی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ پورے ملک میں اپنے طرز کی واحد مشین
ہے اور اس کا ذکر وہاں کے نیشنل اخبار نے احمدی ڈاکٹرز کی نمایاں خدمات
اور فوٹوز اور تعارف کے ساتھ تعریفی الفاظ میں کیا۔ ایسوسی ایشن ہر سال
اپنے رضا کار ڈاکٹرز نہ صرف طبی خدمات کیلئے بلکہ مقامی طبی عملہ کی تعلیم و
تربیت کیلئے بھی بھجوا رہی ہے۔

۳) آسٹریلیا: ایسوسی ایشن جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے ممبران کیلئے دل
کی بیماریوں موٹا، تباہ کن، اور ذہنی امراض سے بچاؤ اور نقصانات سے

طلوع وغروب آفتاب

غروب آفتاب

طلوع فجر

21 اگست 2020ء

مکہ مکرمہ	04:41	18:46
مدینہ منورہ	04:37	18:50
قادیان	04:31	19:05
ربوہ	04:11	18:45
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:30	20:12